

تاریخ: ۳ رمضان المبارک ۱۴۴۷ھ

سلسلہ: درس رمضان

اشاعت نمبر: ۱۰۳

راہ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل اور آداب

اللہ وحدہ لا شریک کا ارشاد ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ وَاللَّهُ يُضِعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۶۱﴾ - [سورہ بقرہ: ۲۶۱]

آیات کا ترجمہ

جو لوگ اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال اس دانے کی سی ہے جس نے سات خوشے اگائے، جس کے ہر خوشے میں سو دانے ہیں، اور اللہ جس کو چاہتا ہے مزید عطا فرماتا ہے، اللہ وسعت و علم والا ہے۔

نیکی کوئی بھی ہو باعث اجر و ثواب ہو کرتی ہے، جب بھی کوئی بندہ نیک کام کرتا ہے اس کو دس گنا ثواب دیا جاتا ہے، ارشاد باری ہے:

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔

[سورہ انعام: ۱۶۰]

جو ایک نیکی کرے اس کے لیے دس نیکیوں کے مثل ثواب ہے، اور جو ایک گناہ کرے اس کو ایک ہی گناہ کی سزا دی جائے گی، اور اس پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ در منشور میں بیان فرماتے ہیں کہ ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ يُكْتَبْ عَلَيْهِ شَيْءٌ، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ عَلَيْهِ سَيِّئَةٌ۔

یعنی جو نیک کام کرنے کا ارادہ کرے تو نیکی کرنے سے پہلے ہی اس کے اعمال نامے میں ایک نیکی لکھ دی جائے گی، اور اگر وہ نیک کام کر لے تو اس کے اعمال نامے میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اگر کوئی گناہ کا قصد کرے تو گناہ کے ارادے پر اس کے اعمال نامے میں کوئی گناہ درج نہیں ہوگا، اور اگر وہ گناہ کر بیٹھے تو اس کے اعمال نامے میں صرف ایک گناہ لکھا جائے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ اگر بندہ توبہ کر لے تو اللہ اس ایک گناہ کو بھی معاف فرمادے گا۔

اللہ عزوجل کا اپنے بندوں پر خصوصی کرم دیکھیں کہ اولاً انہیں نیکیوں کی توفیق دیتا ہے، پھر ان نیکیوں کو قبول فرماتا ہے، اور قبولیت بھی

ایسی کہ ہر نیکی پر دس نیکیوں کا ثواب مرحمت فرماتا ہے، اور بعض نیکیاں وہ ہیں جن پر اس سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے، چنانچہ راہ خدا میں خرچ کرنے کے حوالے سے فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفُهُ لَكَ أَضْعَافًا كَثِيرَةً - [سورہ بقرہ: ۲۴۵]

کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے؟ جو اللہ کو قرض حسن دے گا اللہ اسے کئی گنا اضافے کے ساتھ عطا فرمائے گا۔ یعنی جو راہ خدا میں خرچ کرتا ہے وہ اپنا مال اللہ کے حضور محفوظ کر لیتا ہے، اور قیامت کے دن جب اللہ اپنے بندے کو اس کا مال عطا فرمائے گا تو کئی گنا اضافے کے ساتھ عطا فرمائے گا، رہی یہ بات کہ کتنا اضافہ کرے گا تو اس کو پیش نظر آیت مبارکہ میں کامل وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا، ارشاد باری ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ - [سورہ بقرہ: ۲۶۱]

یعنی جو لوگ اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس کاشت کار کی سی ہے جو زمین میں ایک دانہ بوتا ہے، اس سے سات بالیاں نکلتی ہیں، ہر بالی میں سو دانے ہوتے ہیں، اس طرح ایک دانے سے سو دانے بن جاتے ہیں، پروردگار عالم نے جس طرح ایک دانے سے سو دانے برآمد کیے، بالکل اسی طرح راہ خدا میں ایک روپے خرچ کرنے پر سات سو روپے خرچ کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے، اور اللہ جس کو چاہتا ہے مزید سے مزید تر عطا فرماتا ہے، اس لیے کہ اس کے فضل و کرم کی کوئی انتہا نہیں، اور اسے ہر شے کا علم ہے۔

قرآن کریم کی اس آیت کا واضح مطلب یہی ہے کہ راہ خدا میں خرچ کرنا ایک ایسی نیکی ہے جس پر صرف دس گنا نہیں، بلکہ سات سو گنا زیادہ ثواب دیا جاتا ہے، اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ نوازشات کا یہ سلسلہ سات سو پر آکر نہیں رکتا، بلکہ جس قدر اخلاص میں اضافہ ہوگا اسی قدر اجر و ثواب میں برکت ہوگی۔

قرآن مجید نے انفاق فی سبیل اللہ کے ثواب کو ایک عظیم مثال کے ذریعے واضح فرمایا، تاکہ بندوں کو اس بات کا علم ہو سکے کہ جس طرح ایک دانے سے سات سو دانوں کی برآمدگی کے لیے بہت سے مراحل ہوتے ہیں بالکل اسی طرح ایک روپے کے صدقے کے عوض سات سو نیکیاں کمانے کے لیے بھی بہت سے مراحل، آداب اور تقاضے ہوتے ہیں، جب تک ان تقاضوں کو پورا نہ کیا جائے ان کے صدقات نتیجہ خیز اور ثمر بار نہیں ہو سکتے۔

قرآن کریم کی بیان کردہ مثال اور راہ خدا میں خرچ کیے جانے والے مال پر غور کرنے کے بعد جو نتائج سامنے آتے ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں۔

- 1- اگر کوئی کاشت کار اپنے پاس دو دانے محفوظ رکھے تو وہ ایک مدت کے بعد بڑھ کر چار نہیں ہو سکتے، ہاں اگر انھیں زمین میں دفن کر دے تو اس سے پودے نکلیں گے اور بار آور ہوں گے، بالکل اسی طرح اگر کوئی اپنے پاس مال محفوظ رکھے، اور صدقے کی نیت کر لے تو اسے نیت کا ثواب تو مل سکتا ہے، لیکن وہ سات سو گنا ثواب کا حق دار نہیں ہو سکتا، ہاں اگر وہ اپنا مال راہ خدا میں خرچ کر دے تو اب ثواب کی امید کی جاسکتی ہے۔

2- اگر کوئی دانہ زمین میں بودے، لیکن زمین ہی بنجر ہو تو اس سے کوئی کوئی نیک نہیں نکل سکتی، بالکل اسی طرح اگر کوئی کار خیر میں خرچ

کردے، اور اس کے دل میں ایمان ہی نہ ہو تو وہ سات سو گنا ثواب کا مستحق نہیں ہو سکتا، حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَدْ مَنَّآ اِلَىٰ مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاءً مُّثْتُوْرًا۔ [سورہ فرقان: ۲۳]۔

یعنی پھر ہم ان کے اعمال کا قصد کریں گے، اور انہیں منتشر غبار کے مانند کر چھوڑیں گے۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيَعَةٍ يَّحْسِبُهُ الظَّمَانُ مَاءً ۗ حَتّٰى اِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهُ فَوَفّٰهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ [سورہ نور: ۳۹]

قیامت کے دن کفار کے اعمال چٹیل میدان کی سراب کے مانند ہوں گے، جس کو پیسا پانی گمان کرتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس جائے گا تو کچھ نہیں پائے گا، وہاں اللہ کو پائے گا جو اس سے پورا حساب لے گا، اور اللہ جلد حساب فرمانے والا ہے۔

3- اگر کوئی قابل کاشت زمین میں دانہ دبا دے، لیکن وہ دانہ ہی خراب ہو تو اس سے کوئی پودا برآمد نہیں ہو سکتا، بالکل اسی طرح اگر کوئی مسلمان راہ خدا میں خرچ کر دے، لیکن وہ مال حرام اور ناجائز کمائی کا ہو تو بارگاہ الہی میں مقبول نہیں ہو سکتا، اور اس پر کسی بھی قسم کا ثواب مرتب نہیں ہو سکتا، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا۔ [صحیح مسلم]

یعنی اللہ طیب ہے، وہ حلال و طیب ہی کو قبول فرماتا ہے۔

4- اگر کوئی کاشت کار زمین میں دانہ دبا دے، زمین بھی درست ہو اور دانہ بھی صحیح ہو، لیکن اس دانے کو مناسب مقدار میں پانی اور دیگر ضروری اشیا فراہم نہ ہوں تو اس دانے سے کوئی پودا تیار نہیں ہو سکتا، بالکل اسی طرح اگر کوئی مسلمان اپنا حلال و طیب مال راہ خدا میں خرچ کرے، اور اس مال میں خلوص و للہیت کا خمیر اور خشیت و رجا کے آنسو شامل نہ ہوں تو خاطر خواہ نتائج اور بھرپور ثواب کی توقع نہیں کی جاسکتی، اللہ رب العزت اپنے نیک بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِنْ خَشِيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۗ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اتٰوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اٰلِهِمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۗ اُولٰٓئِكَ يُسْرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۗ۔ [سورہ مومنون: ۶۰]

یعنی اللہ کے محبوب و مقرب بندے وہ ہیں جو اپنے رب سے خائف ہوتے ہیں، جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں، جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، اور جب وہ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں تو ان کے دل اس بات سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ انہیں خدا کے حضور حاضر ہونا ہے، اور اس بات سے بھی خائف ہوتے ہیں کہ کہیں ان کے صدقات مردود نہ ہو جائیں، یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور دوسروں پر سبقت لے جاتے ہیں۔

5- اگر کوئی کاشت کار پودا لگائے، اور مضر اثرات اور تباہ کن جراثیم سے اس کی حفاظت نہ کرے تو اس کے ہرے بھرے پودوں میں کیڑے پڑ جائیں گے، اور اس کی ساری محنت رائیگاں چلی جائے گی، بالکل اسی طرح اگر کوئی مسلمان اپنا حلال و طیب مال راہ خدا میں خرچ کرے اور اس میں ریا کاری کا دخل ہو، یا خلوص کے ساتھ خرچ کرنے کے بعد احسان جتا دے تو وہ صدقہ باطل و مردود ہو جائے گا، اور ایسا شخص عذاب نارا کا مستحق قرار پائے گا،

ارشاد باری ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَمَرَّكُهُ صَلْدًا ۗ لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ۔

[سورہ بقرہ: ۲۶۴]

یعنی اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو، اس منافق کی طرح جو دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے، جو اللہ اور روز آخر پر ایمان نہیں رکھتا، اس کی مثال اس ہموار چٹان کی سی ہے جس پر مٹی پڑی تھی، اس پر زور دار بارش ہوئی تو اسے صاف بنا کر چھوڑ گئی، یہ لوگ اپنے عمل کا کچھ بھی ثواب نہیں پائیں گے، اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

جس طرح بارش کے بعد چٹان پر مٹی باقی نہیں رہتی بالکل اسی طرح ریاکاری کے بعد اعمال نامے میں کوئی نیکی نہیں رہتی، لہذا ریاکاری میں ملوث ہو کر اپنے صدقات کو برباد نہ کرو۔

6 - ایک کاشت کار پیداوار کے لائق زمین میں عمدہ دانہ بونے کے بعد زمین کو سیراب کرتا ہے، اور اس کی ہر ممکن طریقے سے حفاظت کرتا ہے، فصل تیار ہونے کی متعینہ مدت گزر جانے کے بعد ہی ایک دانے کے بطن سے سیکڑوں دانے برآمد ہونے کی امید کرتا ہے، بالکل اسی طرح بندہ مومن کے صدقات کے اجر و ثواب کا ایک وقت مقرر ہے، اور وہ ہے روز آخرت، بندے کو چاہیے کہ روز آخرت کا انتظار کرے، اور اپنے رب سے بھرپور اجر و ثواب کی امید رکھے۔

7 - زمین زیادہ اچھی ہو، اور دانوں میں قوت بھرپور ہو، تو فصل بھی اچھی ہوگی، اور غلہ بھی زیادہ ہوگا، بالکل اسی طرح صدقہ دینے والے مسلمان کا ایمان مستحکم ہو، اور اخلاص بھی غیر معمولی ہو تو ثواب سات سو گنے سے زیادہ ہو سکتا ہے، ارشاد فرمایا:

وَاللَّهُ يُضِعُّ لِمَنْ يُشَاءُ۔ اور اللہ جس کو چاہتا ہے مزید عطا فرماتا ہے۔

قرآنی آیات کے تتمہ کی ایک اہم خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں پوری آیت کا خلاصہ مضمحل ہوتا ہے، کچھ یہی اعجاز پیش نظر آیت میں بھی نظر آتا ہے، وہ اس طور پر کہ ایک نیکی پر سات سو گنا ثواب عطا کرنے کے لیے بے انتہا وسعت و فراخی درکار ہے، اور علی حسب الاخلاص ثواب میں اضافے کے لیے علم و آگہی ضروری ہے، قرآن کریم اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ اللہ وسعت و علم والا ہے۔

یعنی وہ ہر بندہ مومن کو حسب وعدہ سات سو گنا اضافے کے ساتھ ثواب عطا فرمائے گا، کیوں کہ اس کے پاس بے انتہا وسعت ہے، اور جس میں خلوص و للہیت زیادہ ہوگی اس کے ثواب میں اضافہ فرمائے گا، کیوں کہ اسے ہر ایک کے اخلاص کا علم ہے۔

یہ ہیں اس آیت کی تمثیل میں پوشیدہ بعض اسرار و رموز، اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلوص کے ساتھ اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یا رب العالمین۔

قرآنی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے لیے مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری کے مقالات و مضامین کا مطالعہ کرتے رہیں